

## شعبہ تعلیم: الجنة امام اللہ برطانیہ

### حصہ تعلیمی نصاب برائے مہینہ مارچ 2023

سبق کے مقاصد:

- \* حصہ تاریخ اسلام میں سے واقعات پر تبصرہ کریں۔
- \* خطبہ جمعہ سے تاریخ احمدیت کے اہم واقعات کو سمجھنا۔
- \* برائین احمدیہ کتاب میں سے چند نکات کو سمجھنا۔

**تاریخ اسلام :**  
 سیرت خاتم النبیین ﷺ مصنف حضرت مرا باشیر احمد صاحب ایم اے (جلد دوسم، حصہ نهم)  
 مدنی زندگی کے پہلے دور کا خاتمه اور اسلامی طریق حکومت (صفحہ 711 - 673)

#### ایک نئے دور کا آغاز

غزوہ بنو قریظہ کے ساتھ آنحضرت ﷺ کی مدنی زندگی کے پہلے دور۔۔۔ کا خاتمه ہوتا ہے۔۔۔ مدینہ میں ایک خالص اسلامی حکومت کی بنیاد بھی قائم ہو گئی۔۔۔ گویا اس نئے دور کی جو غزوہ بنو قریظہ کے بعد سے شروع ہوا، دونماں ایمان خصوصیات تھیں۔۔۔ اول کفار کے ان جملوں کا جو مدنیہ کے خلاف ہوتے تھے ہمیشہ کے لئے خاتمه ہو گیا۔۔۔ دوم مدنیہ کا شہر سیاست و حکومت کے لحاظ سے ایک خالص اسلامی سلطنت کی صورت اختیار کر گیا۔۔۔

#### اسلامی طریق حکومت

۔۔۔ اس موقع پر اس اصولی تعلیم کا ذکر کرنا نامناسب نہ ہو گا جو بانی اسلام نے حکومت کے طریق کے متعلق پیش فرمائی ہے۔۔۔

حکومت کا اصل حق صرف جمہور کو حاصل ہے اور جمہور کی طرف سے افراد کو پہنچتا ہے

یہ اصولی ہدایت یہ ہے کہ انبیاء و مرسیین کے معاملہ کو الگ رکھتے ہوئے جنہیں خدا کی طرف سے اس کے ازیٰ حق میں سے حکومت کا حق پہنچتا ہے سب لوگ حکومت میں برابر ہیں۔۔۔

۔۔۔ چونکہ حکومت ایک امانت ہے اس لئے حاکم اعلیٰ کا تقرر تو الگ رہا ماتحت حکام کے تقرر میں بھی اسلام یہ ہدایت دیتا ہے کہ کسی ایسے شخص کو حاکم مقرر نہ کیا جاوے جو خود حکومت کا خواہ شمند ہو۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں ॥ یعنی ”خدا کی قسم ہم کبھی ایسے شخص کو حکومت کا کوئی عہدہ نہیں دیں گے جو خود اس عہدہ کو طلب کرے یا اس کا خواہ شمند ہو۔“

#### حکومت کے لئے مشورہ ضروری ہے

۔۔۔ حکومت کے معاملہ میں اسلام صرف دو اصولی ہدایتیں دیتا ہے۔۔۔ اول یہ کہ حکومت کا حق سب لوگوں کا مشترک حق ہے۔۔۔ دوسرے یہ کہ جو شخص امیر بنے اور حکومت کی باغ ڈور اس کے ہاتھ میں آئے اس کا فرض ہے کہ اس امانت کو حق و انصاف کے ساتھ

ادا کرے اور سیاست و حکومت کے جملہ اہم امور لوگوں کے مشورہ کے ساتھ انجام دے۔

### حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کی خلافت کس طرح قائم ہوئی؟

اس جگہ بعض لوگوں کے دل میں یہ شبہ پیدا ہو سکتا ہے کہ اگر اسلامی تعلیم کی رو سے امیر یا خلیفہ کا تقرر مشورہ اور انتخاب کے طریق پر ہونا ضروری ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ حضرت عمرؓ خلیفہ ثالث کا تقرر بھی رائے عامہ کے ساتھ نہیں ہوا بلکہ انہیں حضرت ابو بکرؓ خلیفہ اولؓ نے خود مقرر کر دیا تھا اور پھر کیا وجہ ہے کہ حضرت عثمانؓ خلیفہ ثالث کا تقرر بھی رائے عامہ کے ساتھ نہیں ہوا بلکہ حضرت عمرؓ نے اس حق کو چھسات صحابہ تک محدود کر دیا تھا اور بالآخر کیا وجہ ہے کہ امراء بنی امیہ اور بنی عباس وغیرہ ہمیشہ اپنا ولی عہد خود مقرر کر دیتے تھے جو عموماً کوئی بیٹایا قریبی رشتہ دار ہوتا تھا بلکہ بعض اوقات یہ فیصلہ کر جاتے تھے کہ ہمارے بعد فلاں شخص امیر ہوا اور اس کے بعد فلاں اور اس کے بعد فلاں اور ان کے زمانہ میں کبھی بھی مشورہ اور انتخاب کے طریق پر امیر کا تقرر نہیں ہوا؟

اس شبہ کے جواب میں پہلے ہم حضرت عمرؓ کی خلافت کے سوال کو لیتے ہیں۔۔۔ اگر نظر غور سے دیکھا جاوے تو حضرت عمرؓ کی خلافت کا قیام بھی درحقیقت مشورہ اور انتخاب کے اصول کے ماتحت ہی ثابت ہوتا ہے۔ حضرت عمرؓ کی خلافت کا معاملہ یوں ہوا تھا کہ جب حضرت ابو بکرؓ جو ایک منتخب شدہ خلیفہ تھے فوت ہونے لگے تو چونکہ اس وقت تک ابھی فتنہ ارتداد کے اثرات پوری طرح نہیں مٹے تھے اور خلافت کا نظام بھی ابتدائی حالت میں تھا حضرت ابو بکرؓ نے یہ دیکھتے ہوئے کہ آئندہ خلافت کے لیے سب سے زیادہ موزوں اور اہل شخص حضرت عمرؓ میں اور یہ کہ اگر خلیفہ کے انتخاب کو رائے عامہ پر چھوڑ دیا گیا تو ممکن ہے کہ حضرت عمرؓ اپنی طبیعت کی ظاہری سختی کی وجہ سے انتخاب میں نہ آسکیں اور امّت محمدیہ میں کسی فتنہ کا دروازہ کھل جاوے، اہل الرائے صحابہ کو بلا کران سے مشورہ لیا اور اس مشورہ کے بعد حضرت عمرؓ کو جن کا حضرت ابو بکرؓ کے ساتھ کوئی رشتہ نہیں تھا بلکہ قبیلہ تک جدا تھا اپنا جانشین مقرر کر دیا۔ حالانکہ اس وقت حضرت ابو بکرؓ کے اپنے صاحبزادے اور دیگر اعززہ واقارب کثرت کے ساتھ موجود تھے۔ اب ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہ صورت ایسی ہے کہ اسے ہرگز مشورہ اور انتخاب کی روح کے منافی نہیں سمجھا جا سکتا کیونکہ اولؓ تو حضرت ابو بکرؓ نے یہ فیصلہ خود بخوبی نہیں کیا بلکہ اہل الرائے صحابہ کے مشورہ کے بعد کیا تھا۔ دوسرے حضرت ابو بکرؓ جو ایک منتخب شدہ خلیفہ تھے جس کی وجہ سے گویا ان کا ہر فیصلہ قوم کی آواز کا رنگ رکھتا تھا۔۔۔ علاوہ ازیں حضرت عمرؓ کی خلافت کے متعلق آنحضرت ﷺ کی ایک صریح پیشگوئی بھی تھی۔ جس کی وجہ سے کسی مسلمان کو ان کی خلافت پر اعتراض نہیں ہو سکتا تھا اور نہ ہوا بلکہ سب نے کمال انتشار کے ساتھ اسے قبول کیا۔

دوسرے سوال حضرت عثمانؓ کی خلافت کا ہے۔ سو اولؓ تو ان کا انتخاب خود محدود مشورہ سے ہی ہوا ہو مگر بہر حال وہ بطریق مشورہ تھا۔۔۔ حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ نے جو اس شوری کے صدر تھے جس حضرت عثمانؓ کی خلافت کا فیصلہ کیا اپنے طور پر بہت سے اہل الرائے صحابہ سے مشورہ کر لیا تھا اور رائے عامہ کو ٹھوٹنے کے بعد خلافت کا فیصلہ کیا گیا تھا۔۔۔ پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت عمرؓ کی طرح حضرت عثمانؓ کی خلافت کے متعلق بھی آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی تھی۔ اس لئے ان کی خلافت پر کسی مسلمان کو اعتراض نہیں ہوا۔

## بنوامیہ کی خلافت صحیح اسلامی خلافت نہ تھی

اب رہا ملوك بنوامیہ اور بنو عباس کا سوال۔ سوان کا طریق خلافت واقعی اسلامی طریق کے خلاف تھا اور محققین اسلام نے کبھی بھی ان کی امارت کو اسلامی طریق کی امارت نہیں سمجھا اس لئے وہ قابل جگت نہیں ہے۔

-- اس بات کا ثبوت کہ امیر معاویہ اور ان کے بعد آنے والے امراء کی امارت صحیح اسلامی خلافت نہیں تھی بلکہ صرف ایک بادشاہت تھی اس بات سے بھی ملتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ میرے بعد صحیح اسلامی خلافت صرف تیس سال رہے گی اور اس کے بعد بادشاہت کا طریق جاری ہو جائے گا۔ اور اگر حساب کیا جاوے تو حضرت علیؓ یا امام حسنؓ کی خلافت تک تیس سالہ میعاد پوری ہو جاتی ہے اور امیر معاویہ کے زمانہ سے وہ میعاد شروع ہوتی ہے جسے بادشاہت کے نام سے موسم کیا گیا ہے۔

### جانشین مقرر کرنے کی شرائط

خلاصہ کلام یہ کہ اصل اسلامی تعلیم اور صحیح اسلامی تعامل یہی ہے کہ خلافت و امارت کا قیام لوگوں کے مشورہ سے ہونا چاہئے جیسا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد اسلام کے پہلے خلیفہ کے معاملہ میں ہوا۔ لیکن اگر کوئی خلیفہ اپنا جانشین خود مقرر کر جانے کی ضرورت محسوس کرے تو بعض حالات میں اس طریق کے اختیار کرنے کی اجازت تو ہے مگر جیسا کہ اسلامی تعلیم کی روح اور خلفاء ار بع کی سنت سے ثابت ہوتا ہے اس کے لئے پانچ شرطیں ضروری ہیں اول یہ کہ اس وقت کوئی ایسے خاص حالات موجود ہونے چاہتیں جن کی وجہ سے عام طریق کو چھوڑ کر اس طریق کا اختیار کرنا مناسب ہو۔ دوم یہ کہ جانشین کا تقرر لوگوں کے مشورہ کے ساتھ کیا جاوے۔ سوم یہ کہ یہ تقرر صرف آئندہ خلیفہ یا امیر تک محدود ہے۔۔۔ چہارم یہ کہ یہ جانشین خلیفہ وقت کے قریبی رشتہداروں میں سے نہ ہو۔ پنجم یہ کہ جانشین مقرر کرنے والا خلیفہ خود منتخب شدہ خلیفہ ہونا چاہیے۔ وللہ اعلم

### کیا امارت سے دستبرداری کی جاسکتی ہے؟

یہ سوال کہ کوئی خلیفہ یا امیر با قاعدہ طور پر منتخب یا مقرر ہونے کے بعد خود بعد میں کسی مصلحت کی بناء پر خلافت سے دست بردار ہو سکتا ہے یا نہیں؟ ایک ایسا سوال ہے جس کے متعلق اسلامی شریعت میں کوئی نص نہیں پائی جاتی مگر ظاہر ہے کہ اس معاملہ میں دینوی امراء کے متعلق تو کوئی امرمانع نہیں سمجھا جاسکتا۔ البتہ دینی خلفاء کا سوال قابل غور ہے۔ تاریخ سے پتہ لگتا ہے کہ جب حضرت عثمانؓ خلیفہ ثالث سے ان کے زمانہ کے باغیوں نے درخواست کی کہ آپ خود بخود خلافت سے دست بردار ہو جائیں ورنہ ہم آپ کو جبراً الگ کر دیں گے یا قتل کر دیں گے تو حضرت عثمانؓ نے یہ جواب دیا کہ جو عزّت کی قیص خدا نے مجھے پہنانی ہے میں اسے خود اپنی مرضی سے کبھی نہیں اتاروں گا۔۔۔ لیکن اس کے مقابلہ میں حضرت امام حسنؓ کا یہ فعل ہے کہ انہوں نے امت محمد ﷺ کے اختلاف کو دیکھتے ہوئے امیر معاویہؓ کے حق میں خلافت سے دستبرداری اختیار کر لی۔۔۔ ان دو مثالوں سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ دست برداری کا سوال حالات پر چھوڑا گیا ہے یعنی یہ کہ اگر خلافت کا استحکام ہو چکا ہو جیسا کہ حضرت عثمانؓ کے معاملہ میں ہو چکا تھا یا یہ کہ اگر دست برداری کے متعلق لوگوں کی طرف سے خواہش یا مطالبہ ہو تو وہ ناپسندیدہ بلکہ ناجائز ہے۔ لیکن اگر قبل استحکام خلافت جیسا کہ امام حسنؓ کے معاملہ میں پایا جاتا

ہے کسی اعلیٰ غرض کے حصول کے لئے خود خلیفہ اپنی خوشی سے اپنی خلافت سے دست بردار ہو جانا مناسب خیال کرے تو اس کے لئے کوئی امر مانع نہیں ہے۔ اس جگہ یہ ضروری ہے کہ خیال جو ہم نے یہاں ظاہر کیا ہے یہ اسلام کا کوئی فیصلہ شدہ عقیدہ نہیں ہے بلکہ مخصوص ایک رائے ہے جو واقعات سے نتیجہ نکال کر قائم کی گئی ہے۔ وللہ اعلم

### تاریخ احادیث :

پیشگوئی مصلح موعود کے بارہ میں حضرت مصلح موعودؒ کے ارشادات

ذرائع: / [www.alislam.org/urdu/khutba/2015-02-20/](http://www.alislam.org/urdu/khutba/2015-02-20/)

خطبہ جمعہ 20 فروری 2015ء فرمودہ حضرت مزامسر و راحمد، خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت مسیح موعودؑ کی متعلق حضرت مصلح موعودؒ کے بیان فرمودہ بعض واقعات

ذرائع: / [www.alislam.org/urdu/khutba/2015-02-27/](http://www.alislam.org/urdu/khutba/2015-02-27/)

خطبہ جمعہ 27 فروری 2015ء فرمودہ حضرت مزامسر و راحمد، خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

براہ کرم نوٹ کریں کہ مکمل طور پر صحیح ہے اور مکمل فائدہ حاصل کرنے کے لئے آپ خطبہ جمعہ سنے۔

براہین احمدیہ۔ حصہ اول صفحہ 16 تا 24 حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر کردہ براہین احمدیہ حصہ اول میں سے چند اہم نکات

﴿ لا کھلا کھدا اور تعریف اس قادر مطلق کی ذات کے لائق ہے کہ جس نے ساری ارواح اور جسام بغیر کسی مادہ اور ہیلوی کے اپنے ہی حکم

اور امر سے پیدا کر کے اپنی قدرت عظیمہ کا نمونہ دکھلایا

﴿ تمام نقوص قدسیہ انبیاء کو بغیر کسی استاد اور اتالیق کے آپ ہی تعلیم اور تادیب فرمایا کہ اپنے فیوض قدیمہ کا نشان ظاہر فرمایا

﴿ سجان اللہ کیا جمل اور مننان وہ ذات ہے کہ جس نے بغیر کسی استحقاق ہمارے کے سب کام ہم ضعیفوں کا آپ بنایا

﴿ ہمارے جسمی قیام کے لئے سورج اور چاند اور بادلوں اور ہواں کو کام میں لگایا اور ہمارے روحانی انتظام کے لئے توریت اور انجلیں اور فرقان اور سب آسمانی کتابوں کو عین وقتوں پر پہنچایا۔

﴿ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ کا شکر ادا کیا ہے کہ اس نے اپنی پہچان کی آپ را بتایا اور آپ نے حضرت رسول کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب پر درود وسلام بھیجا۔

﴿ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو ساری دنیا لئے بھیجا تا کہ بھولی ہوئی خلقت کو پھر راہ راست

پر لائے اور لوگوں کو شرک اور بتوں کی بلا سے بچایا۔

﴿ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضرت ﷺ کی صفات کو شمار کیا اور آپؐ کو نہایت خوبصورت انداز میں خراج تحسین پیش کیا اور اپنی محبت اور فدائیت کا اظہار کیا ہے۔

﴿ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خبردار کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ انسانوں کی ہدایت کے لئے انبیاء بھیجتا ہے۔ اور ان کو نہ مانے اور غلط عقائد پر قائم رہنے کے کیا نتائج نکل سکتے ہیں۔

﴿ آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعا کی ہے کہ خدا اس کو حق کے طالبوں کے لئے مبارک کرے اور بہتوں کو اس کے پڑھنے سے اپنے سچے دین کی ہدایت دے۔ آمین